ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

بزرگ علوی کے فارسی آثار۔ تعارف و تجزیہ

An Introduction and Analytical Study of Bozorg Alavi's Persian Works

Muhammad Arsalan
BS Scholar, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
muhammadarsalanarsel@gmail.com

Dr. Naseem Ur Rehman
Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
naseem.persian@pu.edu.pk

Abstract
The study of modern Persian prose remains incomplete without the intellectual and literary contributions of Bozorg Alavi. He moved Persian storytelling away from traditional narratives, connecting it to contemporary political turmoil, social inequality, and the complex psychological realities of human existence. This article presents an introduction and analysis of Bozorg Alavi's literary heritage, specifically focusing on his short story collections and masterpiece novels. The central theme of this research is to examine how he artistically transformed his personal experiences including the hardships of imprisonment, political struggle, and the pain of long exile into creative literature. Furthermore, the article provides a detailed exploration of his narrative techniques, writing style, and innovative trends such as "prison literature" (*Zendani Adab*).

Keywords:
Modern Persian Short Story, Bozorg Alavi, Chamdan, Varaq Pareh-Haye Zendan, Chashmhayash, Muryanah

داستان گوئی ہر دور میں انسانی جذبات، تجربات، اور معاشرتی زندگی کو بیان کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ رہی ہے۔ جب بھی کسی قوم یا خطے پر سیاسی اور معاشرتی تبدیلیاں آئیں، تو وہاں کی کہانی نے روایتی قصے کہانیوں اور فرضی داستانوں سے نکل کر اپنے دور کی تلخ حقیقتوں، انسانی رویوں اور عوامی بیداری کو اپنا موضوع بنایا۔ کہانی کا یہ سفر دراصل انسان کی باطنی دنیا اور باہر کے ماحول کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔

فارسی ادبیات میں کہانی کے ارتقائی سفر نے بیسویں صدی میں ایک نیا موڑ لیا، جہاں جدید داستان گوئی اور افسانہ نگاری اس کا حصہ بنیں۔ اس دور میں جن ادیبوں نے فارسی نثر کو وقت کی زمینی حقیقتوں، سیاسی تلاطم اور انسانی نفسیات سے جوڑا، ان میں بزرگ علوی کی شخصیت اہم ہے۔ وہ نہ صرف جدید فارسی افسانے کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ انھیں فارسی نثر میں "زندانی ادب" کا پہلا نقش گر بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

سید مجتبیٰ بزرگ علوی ۱۹۰۴ء میں تہران کے ایک معزز اور سیاسی طور پر بیدار خاندان میں پیدا ہوئے [۱]۔ پہلے ایران کے جدید تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی۔ پھر جرمنی سے اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب ۱۹۲۸ء میں وطن لوٹے۔ ان کا انقلابی شعور انھیں ڈاکٹر تقی ارانی کے سوشلسٹ نظریات کے قریب لے گیا۔ اس سیاسی وابستگی کے نتیجے میں انھیں گرفتار کر کے سات سال قید کی سزا سنائی گئی [۲]۔ جیل کی انہی صعوبتوں، غیر یقینی حالات اور نجی زندگی کے نشیب و فراز کے دوران انھوں نے کمالِ ہمت سے خفیہ طور پر سگریٹ کی ڈبیوں پر اپنے مشاہدات قلم بند کیے۔ ۱۹۴۱ء میں وہ جیل سے رہا ہوئے [۳]۔ رہائی کے بعد یہی یادداشتیں "ورق پارہ‌های زندان" اور "پنجاہ و سہ نفر" کی صورت میں شائع ہوئیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ایران کے سیاسی حالات کے باعث بزرگ علوی کو طویل جلاوطنی اختیار کرنا پڑی اور انھوں نے جرمنی کو اپنا مستقل مسکن بنالیا۔ وہاں وہ برلن کی مشہور ہمبولٹ یونیورسٹی سے وابستہ ہوئے اور شعبہ ایران شناسی (Persian Studies) کے سربراہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ وہ تاحیات علمی و تحقیقی کاموں سے جڑے رہے۔ انھوں نے آکسفورڈ اور ہارورڈ سمیت متعدد عالمی جامعات میں لیکچرز دیے۔ جدید فارسی فکشن کا یہ معمار ۱۹۹۷ء میں ۹۳ برس کی عمر میں برلن میں انتقال کر گیا اور وہیں مدفون ہوا[۴]۔

بزرگ علوی کے آثار کی فہرست طویل ہے۔ انھوں نے فارسی کے علاوہ جرمن زبان میں بھی کتابیں لکھیں۔ فارسی سے جرمن زبان میں اور دیگر مغربی زبانوں سے فارسی میں تراجم بھی کیے۔ مختلف موضوعات پر مقالات بھی لکھے۔ زیر نظر مقالہ میں صرف ان کے فارسی آثار کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

بزرگ علوی کی ادبی عظمت اور جدید فارسی داستان گوئی میں ان کا بنیادی مقام ان کے تخلیقی اور تحقیقی سرمائے میں پنہاں ہے۔ انھوں نے اپنے دور کے سیاسی تلاطم، معاشرتی ناانصافیوں، قید و بند کی تلخیوں اور جلاوطنی کے احساس کو جس فنکارانہ انداز میں قلم بند کیا، اس نے فارسی نثر کو ایک نیا فکری اور جمالیاتی رخ عطا کیا۔ ان کی تحریروں میں حقیقت نگاری، تحلیل نفسی اور جبر کے خلاف مزاحمت بنیادی عناصر کے طور پر نمایاں ہیں۔ بزرگ علوی نے افسانوں اور ناولوں میں جو گراں قدر ورثہ چھوڑا، وہ آج بھی جدید فارسی ادب میں خاص حیثیت رکھتا ہے ۔ ان کے فارسی آثار تین حصوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں:

الف) افسانہ:

بزرگ علوی جدید فارسی فکشن خصوصاً مختصر افسانے کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے فارسی داستان گوئی کو روایتی بیانیے کے جمود سے نکال کر دروں بینی اور سیاسی شعور کا ایسا امتزاج عطا کیا جو ان سے پہلے نایاب تھا۔ علوی کے ادبی سرمائے کا ایک بڑا اور اہم حصہ ان کے پانچ افسانوی مجموعوں پر مشتمل ہے، جن میں انھوں نے ایرانی معاشرے کے مختلف طبقات، فرد کے اندرونی احساس اور سیاسی اور سماج جبر کے خلاف خاموش یا علی الاعلان مزاحمت کو موضوع بنایا ہے۔ ان کے افسانوی مجموعے درج ذیل ہیں:

- چمدان (۱۹۳۴ء)
- ورق پارہ‌های زندان (۱۹۴۱ء)
- نامہ ہا (۱۹۵۱ء)
- میرزا (۱۹۷۸ء)
- دیو دیو (۱۹۷۸ء)

ا) چمدان : "چمدان" (سوٹ کیس) بزرگ علوی کی ادبی زندگی کا نقطۂ آغاز ہے جس نے معاصر فارسی افسانہ نگاری میں جدید اسلوب کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۴ء میں شائع ہونے والا یہ مجموعہ محض روایتی کہانیوں کا گلدستہ نہیں تھا۔ بزرگ علوی نے اس میں ایرانی ادب میں معاشرتی ناہمواریوں، طبقاتی کشمکش اور فرد کی داخلی اور ذہنی حالت کو بیک وقت اپنا موضوع بنایا ۔ کتاب کے پہلے ایڈیشن میں چھ داستانیں شامل ہیں جن کے عنوان اس طرح ہیں: چمدان، قربانی، عروسِ هزار داماد، تاریخچۀ اتاقِ من، سربازِ سربی، مردی که

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

پالتوی شیک تنش بود[۵]۔ بعد کی اشاعتوں میں "رقصِ مرگ" بھی اس مجموعے میں شامل کر دی گئی[۶]جو ان کی قیدی زندگی کے پس منظر میں لکھی گئی تصنیف "ورق پارہ‌های زندان" کا حصہ ہے[۷]۔

۲) ورق پارہ‌های زندان : "ورق پارہ‌های زندان" بزرگ علوی کا وہ شاہکار ہے جس نے معاصر فارسی فکشن میں ان کی شناخت کو ایک انقلابی اور حقیقت پسند ادیب کے طور پر قائم کیا۔ یہ کتاب ان مشاہدات، تاثرات اور کہانیوں کا مجموعہ ہے جنھیں انھوں نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء کے دوران قید و بند کی صعوبتوں سے گزرتے ہوئے قلم بند کیا۔ جیل کی سخت پابندیوں، کڑی نگرانی اور قلم و کاغذ کی عدم دستیابی کے باوجود، علوی کے تخلیقی جذبے کو دبایا نہ جا سکا۔ انھوں نے کمال ہمت اور بیباکی سے ان تحریروں کو سگریٹ کی ڈبیوں اور ردی کے کاغذوں پر خفیہ طور پر لکھا اور بڑی ہنرمندی سے قید خانے سے باہر منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس مجموعے میں پانچ افسانے ہیں: پادنگ، ستارۀ دنباله دار، انتظار، عفو عمومی، رقصِ مرگ[۸]۔

یہ کتاب معاصر فارسی کے نثری ادب میں "زندانی ادب" کا پہلا نمونہ تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں جیل کے مظالم کی محض سطحی یا جذباتی عکاسی نہیں کی گئی، بلکہ اسیرانِ زندان کی نفسیاتی کشمکش، ناامیدی و امید کا باہمی تصادم، خوف، اور جبر کے سامنے انسان کی لازوال جدوجہد کو سادگی اور صداقت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۳) نامہ‌ها : "نامہ‌ها" (خطوط) ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ صراحت، تاثر کی گہرائی اور کرداروں کے ذاتی و قلبی جذبات کا اظہار اس مجموعے کی کہانیوں کا خاص انداز ہے۔ اس مجموعے میں نو داستانیں شامل ہیں: نامه‌ها، گیله مرد، اجاره خانه، دزاشوب، به ره نچکار، یک زنِ خوشبخت، رسوائی، خائن، پنج دقیقه پس از دوازده[۹]۔ اس مجموعہ کی بہترین کہانی "گیله مرد" ہے۔

۴) میرزا: "میرزا" بزرگ علوی کا چوتھا افسانوی مجموعہ ہے جو ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب علوی کے فکر و اسلوب کی اس ارتقائی منزل کی نشاندہی کرتی ہے جہاں ان کا فن ایرانی معاشرے کے نچلے اور درمیانے طبقے کی زبوں حالی، روایتی بندشوں اور فرد کی تنہائی کو گہرائی سے موضوع بناتا ہے۔ اس مجموعے میں پانچ افسانے شامل ہیں: آب، میرزا، تحت الحنکی، احسن القصص، دربدر[۱۰]۔ مجموعے کا نام اس کے مرکزی افسانے "میرزا" کی مناسبت سے رکھا گیا ہے، جو انسانی کردار اور اس کے انفرادی تضادات کی گہری چھان بین کرتا ہے۔

۵) دیودیو: "دیودیو" بزرگ علوی کا آخری افسانوی مجموعہ ہے جو ۱۹۷۸ء میں منظرِ عام پر آیا۔ یہ مجموعہ جلاوطنی کے زمانے میں علوی کے فکر و فن اور پختہ بیانیے کا آئینہ دار ہے۔ اس میں تین افسانے شامل ہیں: دیودیو، وبا، یکه و تنها[۱۱]۔

ب) ناول:

بزرگ علوی کو صرف کامیاب افسانہ نگار ہی نہیں، بلکہ جدید فارسی ناول کا معمار بھی مانا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کی زیادہ تر شہرت مختصر افسانوں کی وجہ سے ہے، لیکن ان کا تخلیقی سفر پانچ اہم ناولوں پر محیط ہے، جن میں انھوں نے ایرانی معاشرے کے سیاسی اور فکری تلاطم، روشن خیال طبقے کی ناآسودگیوں اور انسانی محسوسات کو تکنیکی مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ علوی کے ناول فرد کے نفسیاتی تجزیے کا بہترین نمونہ ہیں، جہاں محبت اور سیاست کے تار باہم بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے تحریر کردہ ناول درج ذیل ہیں:

- پنجاه‌وسه نفر (۱۹۴۲ء)
- چشم‌هایش (۱۹۵۲ء)
- سالاری‌ها (۱۹۷۹ء)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

- موریانہ (۱۹۸۹ء)
- روایت(۱۹۹۸ء)

۶) پنجاہ و سہ نفر: "پنجاہ و سہ نفر" تاریخی یادداشتوں پر مبنی ناول ہے جو ۱۹۴۲ء میں رضا شاہ پہلوی کے اقتدار کے خاتمے کے فوراً بعد شائع ہوا[۱۲]۔ یہ کتاب محض ذاتی بیانیہ یا آپ بیتی نہیں، بلکہ ۱۹۳۰ء کے عشرے میں شاہی ظلم و ستم کے خلاف اٹھنے والی روشن فکر اور سیاسی تحریک کی ایک انتہائی اہم اور جرأت مندانہ دستاویز ہے۔ اس تصنیف میں بزرگ علوی نے ان سیاسی اور فکری محرکات کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے جن کے نتیجے میں ۱۹۳۷ء میں ڈاکٹر تقی ارانی کی قیادت میں ۵۳ سیاسی رہنماؤں، مفکروں اور طلبہ کو گرفتار کیا گیا تھا۔

۷) چشم ہایش: "چشم ہایش" (اس کی آنکھیں) بزرگ علوی کا شہرہ آفاق ناول ہے جو ۱۹۵۲ء میں طبع ہوا[۱۳]۔ معاصر فارسی فکشن کی تاریخ میں اس ناول کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ ناول کا پلاٹ ایک پراسرار، سحر انگیز اور پرکشش عورت "فرنگیس" کی آنکھوں کے گرد گھومتا ہے، جس کا پورٹریٹ رضا شاہ کے جابرانہ دور کے ایک انقلابی اور عظیم مصور "استاد ماکان" نے تخلیق کیا ہے۔ پراسرار آنکھوں کی یہ تصویر استاد ماکان کی وفات کے بعد اس کی یادگار آرٹ گیلری کا سب سے بڑا راز اور مرکزی موضوع بن جاتی ہے۔ بزرگ علوی نے اس ناول میں محض ایک رومانی داستان رقم نہیں کی، بلکہ طبقاتی تفاوت، استبداد کے خلاف فنکار کے سیاسی کردار، معاشی جبر اور انسانی نفسیات کی باریکیوں کو بھی بے نقاب کیا ہے۔

۸) سالاری ہا: "سالاری ہا" ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا[۱۴]۔ اس کا پلاٹ ایک معروف ایرانی خاندان کی کئی نسلوں کی داستان پر مبنی ہے، جسے خاندانی کہانی کے خوبصورت انداز میں لکھا گیا ہے۔ اس ناول کے ذریعے بزرگ علوی نے ایرانی معاشرے میں آنے والی تبدیلیوں کا اظہار کیا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کس طرح پرانی جاگیر دارانہ اور خاندانی روایات ختم ہوتی گئیں اور ان کی جگہ نئے زمانے کے خیالات اور طریقوں نے لے لی۔

خاندان کے زوال اور تبدیلی کے اس سفر میں مصنف نے یہ بات بہت عمدگی سے سمجھائی ہے کہ نسلیں بدلنے سے لوگوں کی سوچ، رہن سہن اور اقدار بھی بدل جاتی ہیں۔

۹) موریانہ: "موریانہ" (دیمک) ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا[۱۶]۔ اس ناول کا عنوان اپنے اندر ایک گہری علامت ہے۔ بزرگ علوی نے ایرانی معاشرے کی سیاسی، انتظامی اور اخلاقی تنزلی کو "دیمک" سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح دیمک لکڑی یا عمارت کو اندر ہی اندر خاموشی سے چاٹ کر کھوکھلا کر دیتی ہے، اسی طرح معاشرتی بگاڑ، بدعنوانی اور اخلاقی گراوٹ پورے قومی اور سیاسی نظام کو اندر سے تباہ کر رہی ہوتی ہے۔ آسان اور اثر انگیز زبان میں لکھا گیا یہ ناول بزرگ علوی کی اس تشویش کا مظہر ہے جو انھوں نے اپنے ملک کی اندرونی حالت کو دیکھ کر محسوس کی۔

۱۰) روایت: بزرگ علوی کا ناول "روایت" ان کے فکشن نگاری کے سفر میں آخری دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بزرگ علوی کے انتقال کے بعد ۱۹۹۸ء میں تہران سے شائع ہوا[۱۶]۔ ۱۹ فصلوں پر مشتمل یہ ناول حقیقت اور تخیل کی آمیزش سے تیار کیا گیا ایک ایسا داستانی شاہکار ہے جو ایک مخصوص تاریخی دور میں انسانوں کو درپیش مصائب اور سیاسی اور معاشرتی حالات کی عکاسی کرتا ہے۔

بظاہر اس میں تاریخی اشارے موجود ہیں، لیکن یہ اصلاً ایک ناول ہی ہے۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ یہ داستان ایک ریکارڈ شدہ آڈیو ٹیپ سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے، لیکن اس کے واقعات، کردار اور فیصلے مصنف کے شعوری تجزیے، تخیل اور جذباتی بصیرت کی پیداوار ہیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ج) یادداشتیں:

افسانہ اور ناول کے علاوہ بزرگ علوی نے اپنی یادداشتیں بھی ادبی انداز میں پیش کیں۔ ان کا ناول "پنجاہ و سہ نفر" جس کا پہلے ذکر ہوا، بنیادی طور پر یادداشتوں کی مدد سے ہی ترتیب دیا گیا۔ اس کے علاوہ یادداشتوں پر مشتمل ان کی ایک اور فارسی کتاب "اوزبکہا" بھی شائع ہوئی۔

۱۱) اوزبکہا: یہ بزرگ علوی کی ان یادداشتوں پر مبنی سفر نامہ ہے جو ۱۹۴۸ء میں اوزبکستان کے ۱۲ روزہ سفر کے دوران قلمبند کی گئیں۔ اس سفر اور کتاب کی نگارش کا سبب مشرق کے مشہور و معروف شاعر امیر علیشیر نوائی کا ۵۰۰واں سالگرہ کا جشن تھا۔ اس تصنیف کے ذریعے مصنف کا مقصد ایرانی قارئین اور محققین کو ازبکستان کے معاشی اور ثقافتی احوال سے روشناس کرانا اور دونوں خطوں کے درمیان دوستی اور تاریخی تعلقات کو مزید مضبوط بنانا ہے۔

کتاب میں بزرگ علوی نے ازبکستان اور ایران کے درمیان صدیوں پرانے معنوی، علمی اور ادبی رشتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ اگرچہ سیاسی حالات کے باعث وقتی طور پر رابطے منقطع ہوئے، لیکن دونوں اقوام کے شعراء اور ماہرینِ علم و ادب نے ہمیشہ ایک دوسرے کا احترام کیا ہے۔ سفر نامے میں تاشقند کو وسطی ایشیا کا اہم سائنسی، علمی اور صنعتی مرکز قرار دیا گیا ہے جبکہ بخارا، سمرقند اور وادیِ فرغانہ کے جغرافیائی اور زراعتی احوال اور وہاں کے موسم اور دریاؤں کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔

بزرگ علوی جدید فارسی ادب کی تاریخ میں حقیقت پسندی اور روایتی کہانی کاری کے امتزاج کا روشن استعارہ ہیں۔ ان کی تحریریں محض داستان گوئی نہیں ہیں بلکہ اپنے دور کے سیاسی تحرک، قید و بند کی صعوبتوں اور اجتماعی انسانی نفسیات کا عکس پیش کرتی ہیں۔ ناقدین نے ان کے شاہکار "چشم ہایش" اور افسانوی مجموعے "چمدان" کو فارسی فکشن کا وہ موڑ قرار دیا ہے جہاں سیاسی شعور اور رومانوی لطافت ایک دوسرے میں گھل مل جاتے ہیں۔

علوی نے کہانی کو سیاسی نعرہ بازی سے بچا کر اس میں فنکارانہ گہرائی، تجسس اور کردار نگاری کی باریکی پیدا کی، جس نے ان کے ہم عصروں اور بعد میں آنے والے افسانہ نگاروں پر گہرے نقوش ثبت کیے۔

بزرگ علوی نے معاشرتی اور عوامی آزادی کی جدوجہد کو اپنی تحریر کا محور بنایا۔ ان کی تحریروں میں جگہ جگہ موجود سیاسی استعارے اور علامتیں قارئین کے ذہن میں حریت کا جذبہ بیدار کرتی ہیں۔ ان کی ہر تحریر، خواہ وہ قید خانے کے حالات کا عکس ہو یا خاندانی زوال کی کہانی، روانی، سادگی اور اثر انگیزی کی بنا پر عالمگیر انسانی جذبوں کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

بزرگ علوی کا مجموعہ "چمدان" عالمی سطح پر ناقدین اور مستشرقین کی توجہ کا مرکز بنا اور اس کا اسلوب، گہرائی اور موضوعاتی تنوع موضوعِ بحث بنا رہا۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد اس بارے میں لکھتے ہیں:

> ان کہانیوں کا مرکزی نقطہ خیال یہی ہے کہ بری عورت اجتماعی فساد کی جڑ ہے لیکن مصنف کا یہ طرز فکر نہیں ہے کہ عورت فطری طور پر بری ہے اور جہاں جائے گی خرابیاں پھیلائے گی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فطری تقاضے اور۔۔۔ناساز گار فضا سے مجبور ہو کر ایسے کام کرتی ہے۔[۱۷]

ڈاکٹر رضیہ اکبر کے بقول علوی کا مجموعہ "ورق پارہ ہای زندان" جیل کے ذاتی تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہے۔ اس میں انھوں نے اپنے ساتھی قیدیوں کی دکھ بھری زندگیوں، امیدوں اور جذباتی کیفیات کو فنکارانہ انداز میں پیش کرتے ہوئے جیل انتظامیہ کی بے حسی، ظلم اور

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

انسانیت سوز رویے پر احتجاج اور شدید غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔[۱۸]۔ نقادوں اور ہم عصر ادیبوں کا ماننا ہے کہ یہ محض افسانہ نگاری نہیں بلکہ استبداد کے خلاف ایک جرات مندانہ سیاسی احتجاج اور انسانی نفس کی پائیداری کی زندہ دستاویز ہے۔۱۹۸۵ء میں "Scrap-Papers from Prison" کے عنوان سے اس کا انگریزی ترجمہ کیا گیا ۔ورق پارہ ہائے زندان کو اس کی موسیقیت سے بھرپور زبان، متحرک منظر نگاری اور بہترین کردار نگاری کی وجہ سے بڑے پیمانے پر سراہا گیا۔ [۱۹]

اپنے مجموعے "نامہ ہا" میں شامل کہانیوں کے ذریعے علوی نے ایرانی سوسائٹی کے مڈل کلاس اور روشن فکر طبقے کے داخلی اضطراب، سیاسی مایوسیوں اور معاشرتی رشتوں کے اتار چڑھاؤ کی عکاسی کی ہے۔ بزرگ علوی کو یہ افسانوی مجموعہ لکھنے پر عالمی امن کونسل کی طرف سے گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا[۲۰]۔ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے "نامہ ہا" کو بزرگ علوی کا دوسرا افسانوی مجموعہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں گیارہ کہانیاں شامل ہیں[۲۱] لیکن اس میں شامل افسانوں کی تعداد نو ہے۔سال اشاعت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ ان کا تیسرا افسانوی مجموعہ ہے اس سے قبل وہ اپنے دو افسانوی مجموعے "چمدان" اور "ورق پارہ ہای زندان" شائع کر چکے تھے[۲۲]۔ڈاکٹر رضیہ اکبر کے خیال میں نامہ ہا "جدید فارسی تخیلی ادب میں ایک خاص اہمیت و مقام کا حقدار ہے"[۲۳]۔اس مجموعے کی کہانی "گیلہ مرد" مجموعی طور پر فارسی کے چند بہترین افسانوں میں شمار کی جاتی ہے[۲۴]۔

بزرگ علوی کا ناول "پنجاہ و سہ نفر" محض تاریخ یا سیاسی یادداشتوں کا مجموعہ نہیں ہے۔علوی نے اس میں واقعاتی سچائی اور کہانی کاری کے عناصر کو اس صفائی سے یکجا کیا ہے کہ یہ کتاب تاریخی شہادت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ادبی معیار پر بھی پورا اترتی ہے۔ ظہور الدین احمد کے مطابق یہ کتاب مصنف کے خلوص اور سوز دروں کی آئینہ دار ہے۔ مصنف نے اپنے سیاسی مسلک کو بھی واضح کیا ہے اور کہا ہے کہ اقتصادی یا اجتماعی نظریات کے متعلق کتابیں پڑھنا اور اپنے اس فلسفہ کو عملی بنانے کیلئے کوشش کرنا جرم نہیں ہے۔ رضا شاہ کی مطلق العنان حکومت کے خلاف عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ میں آزادی خواہی اور خود مختاری کے جو چھپے چھپے احساسات پائے جاتے تھے۔اس کتاب میں ان کی کامیاب جھلک نظر آتی ہے[۲۵]۔

ڈاکٹر رضیہ اکبر کا خیال ہے کہ پنجاہ و سہ نفر کو "ناول نہیں بلکہ ایک رپورتاژ یا ایک تاثراتی خاکہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا"۔ان کا کہنا ہے کہ اس ناول میں بزرگ علوی کا فنکارانہ تخلیقی عنصر پھیکا ہے اور مصنف نے افراد کے خاکوں پر تخلیقی محنت نہیں کی اور زیادہ تر آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔البتہ یہ کردار دیگر کہانیوں میں تمثیلی انداز میں پیش کیے گئے ہیں اور وہاں علوی کا بیان متاثر کن ہے[۲۶]۔

بزرگ علوی کا ناول چشم ہایش اس کے تخلیقی عروج اور جدید فارسی فکشن کی تاریخ کا روشن باب ہے۔اس ناول کا بھی انگریزی ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب اس کو ناول کی بجائے ایک افسانہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

> "(یہ) بزرگ علوی کا ایک دلچسپ طویل مختصر افسانہ ہے۔ کہانی کا پھیلاؤ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ ناول کی صورت اختیار کر گیا ہے لیکن موضوع اور مرکزی نقطۂ نظر ایک ہے۔ اس لیے تکنیکی اعتبار سے طویل مختصر افسانہ کہنا ہی موزوں ہو گا[۲۷]۔"

ڈاکٹر رضیہ اکبر کے نزدیک اس "ناول کی زبان بہت سادہ اور شستہ ہے مگر پلاٹ کمزور ہے۔۔۔ فرنگیس اور ماکان قاری کے ذہن پر کوئی بہت گہرا اثر نہیں چھوڑتے البتہ ناولوں کے کچھ دوسرے ذیلی کردار جیسے خداداد، رجب، کرنل وغیرہ، مرکزی کرداروں سے زیادہ جاذب ہیں[۲۸]۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

علوی کا ناول "موریانہ" اپنے اندر ایک ابدی سچائی رکھتا ہے کہ دیمک چیزوں کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔ سید عبدالعلی دستغیب کے بقول یہ داستان دراصل علوی کے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار یہ ہے اور اس کا راوی ناول کا کردار نہیں بلکہ خود "نامہ ہا" اور "چشمہایش" لکھنے والا بزرگ علوی ہے[۲۹]۔

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ بزرگ علوی کی داستانی تخلیقات اور فارسی فکشن میں ان کی خدمات جدید ایرانی ادب کا ناقابلِ فراموش باب ہیں۔ انھوں نے فکشن کو فرد کے احساسات، ذہنی اتار چڑھاؤ اور علامتی انداز سے آراستہ کیا۔ ان کے افسانے اور ناول استبدادی دورِ حکومت کے مسائل کی عکاسی کرتے ہیں۔

علوی کا سادہ اور منظر نگاری سے لبریز اسلوب قارئین کو محض کہانی نہیں سناتا، بلکہ انھیں کرداروں کے کرب کا بلاواسطہ حصہ بنا دیتا ہے۔ ان کے فارسی آثار نہ صرف فارسی ادب میں ان کا ممتاز مقام متعین کرتے ہیں، بلکہ عالمی ادب کے افق پر بھی ان کی حقیقت پسندانہ فکشن نگاری کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

۱۔ منظر امام، ادبیات جدید ایران (مظفر پور: کتابستان، ۱۹۸۴ء)، ص ۲۳۶

۲۔ بہارلو، محمد، "سال شمار زندگی بزرگ علوی"، برگزیدۂ آثار بزرگ علوی (تہران: نشر علم، ۱۳۷۷ش)، ص ۵۱۴

۳۔ ایضاً

۴۔ عبداللہیان، حمید، کارنامۂ نثر معاصر (تہران: انتشارات پایا، ۲۰۰۰ء)، ص ۵۲

۵۔ بزرگ علوی، چمدان، (تہران: کتابخانہ و مطبع دانش، ۱۳۱۳ش)

۶۔ بزرگ علوی، چمدان (تہران، موسسۂ انتشارات امیر کبیر، ۱۳۷۷ش)

۷۔ بزرگ علوی، ورق پارہ ہای زندان (تہران: موسسۂ انتشارات، ۱۹۴۱م)

۸۔ ایضاً

۹۔ علوی، بزرگ، نامہ ہا (ایران: سازمان انتشارات جاویدان، ۱۹۵۱م)

۱۰۔ علوی، بزرگ، میرزا (ایران: سازمان انتشارات جاویدان، ۱۹۷۸م)

۱۱۔ علوی، بزرگ، دیو دیو (تہران: موسسۂ انتشارات امیر کبیر، ۱۹۷۸م)

۱۲۔ علوی، بزرگ، پنجاہ و سہ نفر (تہران: سازمان انتشارات جاویدان، ۱۹۴۲م)

۱۳۔ علوی، بزرگ، چشم ہایش (تہران: موسسۂ انتشارات امیر کبیر، ۱۹۵۲م)

۱۴۔ علوی، بزرگ، سالاری ہا (تہران: موسسۂ انتشارات امیر کبیر، ۱۹۷۹م)

۱۵۔ علوی، بزرگ، موریانہ (تہران: انتشارات توس، ۱۹۸۹م)

۱۶- Mir ‘Abedini, Hassan (2009), “*Alavi, Bozorg*”, (Encyclopedia Iranica, 2009), p 11

۱۷۔ احمد، ظہورالدین، نیا ایرانی ادب (لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۴۷۔۲۴۸

۱۸۔ رضیہ اکبر، ایران میں جدید فارسی ادب کے پچاس سال (حیدر آباد: اعجاز پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۴۹

۱۹- Mir ‘Abedini, Hassan (2009), “*Alavi, Bozorg*”, (Encyclopedia Iranica, 2009), p 5

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

۲۰: ایضاً، ص ۶

۲۱۔ احمد، ظہورالدین، نیا ایرانی ادب (لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۴۹

۲۲۔ دیکھیے: علوی، بزرگ، نامہ ہا (ایران: سازمان انتشارات جاویدان، ۱۹۵۱م) نیز دیکھیے: رضیہ اکبر، ایران میں جدید فارسی ادب کے پچاس سال (حیدر آباد: اعجاز پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۵۱

۲۳۔ رضیہ اکبر، ایران میں جدید فارسی ادب کے پچاس سال (حیدر آباد: اعجاز پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۵۳

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۵۔ احمد، ظہورالدین، نیا ایرانی ادب (لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۵۳

۲۶۔ رضیہ اکبر، ایران میں جدید فارسی ادب کے پچاس سال (حیدر آباد: اعجاز پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۵۴

۲۷۔ احمد، ظہورالدین، نیا ایرانی ادب، (لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۵۱

۲۸۔ رضیہ اکبر، ایران میں جدید فارسی ادب کے پچاس سال، (حیدر آباد: اعجاز پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۵۷

۲۹۔ دستغیب، سید عبدالعلی، "موریانہ، اثری از بزرگ علوی"، مجلہ کیہان فرہنگی، شمارہ ۱۹۴ (تہران: کیہان فرہنگی، آذر ۱۳۸۱ش / دسمبر ۲۰۰۲ء)، ص ۴۵

Bibliography

- Abdulihan, Hameed, *Karnama e Nasar e Muasar*, (Tehran: Intasharat e Payan, 2000)
- Ahmad, Zahoor Ul Deen, *Naya Irani Adab*, (Islamabad: Markaz e Tahqiqat Farsi Iran w Pakistan, 2000)
- Baharlu, Muhammad, *"Saal Shumar Zindgi e Bozorg Alavi", Barguzida e Aasaar Bozorg Alavi*, (Tehran: Nashar e Ilm, 1998)
- Bozorg Alavi, *Chamdan*, (Tehran: Kitab Khana-o-Mutab-e-Danish, 1934)
- Bozorg Alavi, *Chamdan*, (Tehran: Muasasa-e-Intasharat-e-Ameer Kabeer, 1999)
- Bozorg Alavi, *Chashmhaish*, (Tehran: Muasasa-e-Intasharat-e-Ameer Kabeer, 1952)
- Bozorg Alavi, *Deive Deive*, (Tehran: Muasasa-e-Intasharat-e-Ameer Kabeer, 1978)
- Bozorg Alavi, *Meerzah*, (Iran: Sazman-e-Intasharat-e-Javaidan, 1951)
- Bozorg Alavi, *Mouriyaneh*, (Tehran: Intasharat-e-Toos, 1989)
- Bozorg Alavi, *Nameh Ha*, (Iran: Sazman-e-Intasharat-e-Javaidan, 1951)
- Bozorg Alavi, *Panjah o She Nafar*, (Iran: Sazman-Intasharat-e-Javaidan, 1942)
- Bozorg Alavi, *Salariha*, (Tehran: Muasasa-e-Intasharat-e-Ameer Kabeer, 1979)
- Bozorg Alavi, *Waraq Parahaye Zindan*, (Tehran: Muasasa-e-Intasharat, 1941)
- Dastghaib, Syed Abdul Ali, *"Muriyaneh Asari Az Bozorg Alavi"*, Journal Kehan Farhangi, Vol. 194 (Tehran: Kehan Farhangi, December 2002), pp: 44-49.
- Manzar Imam, *Adbiyat-e-Jadeed-e-Iran*, (Muzaffarpur: Kitabastan, 1986)
- Mir'abedini, Hasan (2009), "*Alavi, Bozorg*," Encyclopædia Iranica, https://doi.org/10.1163/2330-4804_EIRO_COM_683
- Raheemyan, Hurmuz, *Aashnai Ba Adbiyat e Muasar e Iran*, (Tehran: Danishgah-e-Piam-e-Noor, 1994)
- Razia Akbar, *Iran Main Jadeed Farsi Adab K Pachas Sal*, (Haiderabad: Ijaz Press, 1991)